علیہ السلام

سیرت المہدی

جلد اوّل

تالیف لطیف

حضرت قمرالانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیراحمد ایم اے

علیہ السلام کے زمانہ میں جب لوگ حضور سے ملنے قادیان آتے یا جلسہ اور عیدین وغیرہ کے موقعوں پر آتے تو بہت دیر تک ٹھہرا کرتے تھے۔ آج کل لوگ ان موقعوں پر بہت کم آتے ہیں اور آتے ہیں تو بہت کم ٹھہرتے ہیں۔ ان ایام میں بعض لوگ پیدل بھی اپنے وطن سے آتے تھے۔ ایک شخص وریام نامی تھا جو جہلم سے پیدل آتا تھا۔ اور ایک مولوی جمال الدین صاحب سید والہ ضلع شیخوپورہ کے تھے جو بمعہ ایک قافلہ کے پیدل کوچ کرتے ہوئے قادیان آیا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کا بھی قاعدہ تھا کہ کثرت سے ملتے رہتے اور قادیان میں بار بار آنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

﴿889﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں الہ دین فلاسفر اور پھر اس کے بعد مولوی یار محمد صاحب کو ایک زمانہ میں قبروں کے کپڑے اتار لینے کی وحشت ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ فلاسفر نے ان کو بیچ کر کچھ روپیہ بھی جمع کر لیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح ہم بدعت اور شرک کو مٹاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جب سنا تو اس کام کو ناجائز فرمایا۔ تب یہ لوگ باز آئے اور وہ روپیہ اشاعت اسلام میں دے دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسلام نے نہ صرف ناجائز کاموں سے روکا ہے بلکہ جائز کاموں کے لئے ناجائز وسائل کے اختیار کرنے سے بھی روکا ہے۔

﴿890﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں الہ دین عرف فلاسفر کو بعض لوگوں نے کسی بات پر مارا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر وہ عدالت میں جائے اور تم وہاں اپنے قصور کا اقرار کرلو تو عدالت تم کو سزا دے گی اور اگر جھوٹ بولو اور انکار کردو۔ تو پھر تمہارا میرے پاس ٹھکانا نہیں۔ غرض آپ کی ناراضگی سے ڈر کر ان لوگوں نے اسی وقت فلاسفر سے معافی مانگی اور اس کو دودھ پلایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت نمبر۳۴۴ میں بھی ہو چکا ہے اور مارنے کی وجہ یہ تھی کہ فلاسفر صاحب منہ پھٹ تھے۔ اور جو دل میں آتا تھا وہ کہہ دیتے تھے اور مذہبی بزرگوں کے احترام کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ کسی ایسی ہی حرکت پر بعض لوگ انہیں مار بیٹھے تھے مگر حضرت مسیح موعود نے اسے

اُس کو پیدا کیا جو بموجب قول آریہ سماج کے ہر ایک ابتدا دنیا میں لاکھوں انسان کو یوں ہی مولی گاجر کی طرح زمین میں سے نکالتا ہے جب کہ وید کے بیان کی رو سے کروڑ ہا مرتبہ بلکہ بے شمار مرتبہ خدا نے اسی طرح دنیا کو پیدا کیا ہے اور اس بات کا محتاج نہیں رہا کہ مرد عورت باہم ملیں تا بچہ پیدا ہو۔ تو پھر اسی طرح اگر یسوع بھی پیدا ہو گیا تو اس میں حرج کیا ہے۔ اس اعتراض کی جڑھ تو صرف اسی قدر ہے کہ بغیر مرد اور عورت کے ملنے کے کیونکر انسان پیدا ہو گیا۔ مگر جو شخص اپنا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس سے پہلے کروڑ ہا بلکہ بے شمار مرتبہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ اِسی دنیا میں یہی انسان جو اب موجود ہیں بغیر مرد اور عورت کے ملنے کے پیدا ہوتے رہے ہیں وہ کس مُنہ سے کہہ سکتا ہے اور اس کا کیونکر یہ حق ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ اعتراض کرے کہ یسوع کی پیدائش خلافِ قانونِ قدرت ہے۔ بڑے بڑے محقق طبیبوں نے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں اس قسم کی پیدائش کی مثالیں لکھی ہیں اور نظیریں دی ہیں اور اُن کی تحقیق کے رُو سے بعض اس قسم کی بھی عورتیں ہوتی ہیں کو قوت رجولیت اور انثیت دونوں اُن میں جمع ہوتی ہے اور کسی تحریک سے جب اُن کی منی جوش مارے تو حمل ہو سکتا ہے۔ اور ہندوؤں کی کتابوں میں بھی ایسی قصے پائے جاتے ہیں جیسا کہ خود وید میں یہ شُرتی موجود ہے کہ اے اِندر کو سیکارشی کے پوتر جس کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ پس جب کہ اس قسم کا قصہ وید میں بھی موجود ہے اور سیانا بھاشیکار نے وضاحت سے اس قصہ کو لکھا ہے تو پھر اعتراض کرنا حیا سے دور ہے۔ نہایت کار تم یہ جواب دو گے کہ ہم اس شُرتی کے اس طرح پر معنی نہیں کرتے تو یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ جب کہ ایک پرانا بھاشیکار یعنی سیانا یہی معنی کر چکا ہے تو تمہاری کیا مجال کہ اُس سے روگردانی کرو۔ کیا سیانا بھاشیکار کے مقابل پر دیانند کی کچھ حقیقت ہے کوئی دانا سیانا بھاشیکار کے مقابل پر دیانند کو طفلِ مکتب بھی نہیں کہہ سکتا اور پھر وہ بھاشیکار پرانے زمانہ کا ہے اور پھر بطریق تنزل کہتے ہیں کہ جب کہ وید کی مذکورہ بالا شُرتی کے سیانا بھاشیکار یہ معنے کر چکا ہے خواہ تم اب ان معنوں کو قبول کرو یا نہ کرو تو بہر حال

ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر لاہوری۔ منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہور۔ منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ پنشنر۔ مولوی محمد حسن صاحب ابوالفیض ساکن بھیں۔ مولوی سید عمر صاحب واعظ حیدرآباد۔ علماء ندوۃ الاسلام معرفت مولوی محمد علی صاحب سیکرٹری ندوۃ العلماء۔ مولوی سلطان الدین صاحب جے پور۔ مولوی مسیح الزمان صاحب استاد نظام حیدرآباد دکن۔ مولوی عبدالواحد خان صاحب شاہجہانپور۔ مولوی اعزاز حسین خان صاحب شاہجہانپور۔ مولوی ریاست علی خانصاب شاہجہانپور۔ سید صوفی جان شاہ صاحب میرٹھ۔ مولوی اسحاق صاحب پٹیالہ۔ جمیع علماء کلکتہ و بمبئی و مدراس۔ جمیع سجادہ نشینان و مشائخ ہندوستان۔ جمیع اہل عقل وانصاف وتقویٰ وایمان از قوم مسلمان۔

واضح ہو کہ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر نے اپنے نافہم اور غلط کار مولویوں کی تعلیم سے ایک مجلس میں بمقام لاہور جس میں مرزا خدا بخش صاحب مصاحب نواب محمد علی خاں صاحب اور میاں معراج الدین صاحب لاہوری اور مفتی محمد صادق صاحب اور صوفی محمد علی کلرک اور میاں چٹو صاحب لاہوری اور خلیفہ رجب دین صاحب تاجر لاہوری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور حکیم محمد حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ اور میاں چراغ الدین صاحب کلرک اور مولوی یار محمد صاحب موجود تھے بڑے اصرار سے یہ بیان کیا کہ اگر کوئی نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہے تو وہ ایسے افترا کے ساتھ تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہ سکتا ہے۔ یعنی افترا علی اللہ کے بعد اس قدر عمر پانا اس کی سچائی کی دلیل نہیں ہو سکتی اور بیان کیا کہ ایسے کئی لوگوں کا نام میں نظیراً پیش کر سکتا ہوں جنہوں نے نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک لوگوں کو سناتے رہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہمارے پر نازل ہوتا ہے حالانکہ وہ کاذب تھے۔ غرض حافظ صاحب نے محض اپنے مشاہدہ کا حوالہ دے کر مذکورہ بالا دعویٰ پر زور دیا جس سے لازم آتا تھا کہ قرآن شریف کا وہ استدلال جو آیات مندرجہ ذیل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے

قادیانیوں سے سوالات

ایک ہیجڑے کی بُری صفت والا نبی کیسے ہو سکتا ہے؟؟

مکتوب نمبر ۱۵

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

از طرف عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ

عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اس کو غور سے پڑھا۔ جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی ان کریمانہ قدرتوں کو جن کو میں نے بذات خود آزمایا ہے اور جو میرے پر وارد ہو چکی ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے اور جس کی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اس پر مصائب نازل کرتا ہے تا اسے معلوم ہو جاوے کہ کیونکر وہ نومیدی سے امید پیدا کر سکتا ہے۔ غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے۔ البتہ صبر چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے۔ جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا تو اللہ جلّشانہٗ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں۔ ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تئیں ہیچ اور بے ہنر سمجھیں اور ہر طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں۔ سو اگر آپ مجھے بشرط صبر و شکیب کہنے کی اجازت دیں تو میں اسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہوں گا۔ بشرطیکہ آپ عجلت نہ کریں۔ خاکسار بدل مصروف ہوں۔

اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ میں جانتا ہوں کہ تدبیر صائب بھی تب ہی سوجھتی ہے کہ جب خود قادر مطلق بندہ سے رہا کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں اس طرح کہ جس طرح کوئی نہایت راحت بخش نشاط میں ہوتا ہے کہ ہم ایسا قادر و کریم اپنا مولا رکھتے ہیں کہ جو قدرت بھی رکھتا ہے اور رحم بھی۔ آج میں نے چار کتابیں سیالکوٹ میں رجسٹری کرا کر بھیج دی ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا ہے۔ والسلام

۲۲ فروری ۱۸۸۷ء   خاکسار۔ غلام احمد از قادیان

ہوتا رہا بلکہ خدا نے اس کی چھاتی گرم کرنے کو ایک اور لڑکی بھی اسے دی اور آپ کے خدا کی شہادت موجود ہے کہ داؤد اوریا کے قصہ کے سوا اپنے تمام کاموں میں راستباز ہے کیا کوئی عقلمند قبول کر سکتا ہے کہ اگر کثرت ازدواج خدا کی نظر میں بُری تھی تو خدا اسرائیلی نبیوں کو جو کثرت ازدواج میں سب سے بڑھ کر نمونہ ہیں ایک مرتبہ بھی اس فعل پر سرزنش نہ کرتا پس یہ سخت بے ایمانی ہے کہ جو بات خدا کے پہلے نبیوں میں موجود ہے اور خدا نے اسے قابل اعتراض نہیں ٹھہرایا اب شرارت اور خباثت سے **جناب مقدس نبوی** کی نسبت قابل اعتراض ٹھہرائی جاوے۔ افسوس یہ لوگ ایسے بے شرم ہیں کہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر ایک سے اوپر بیوی کرنا زنا کاری ہے تو حضرت **مسیح** جو داؤد کی اولاد کہلاتے ہیں ان کی پاک ولادت کی نسبت سخت شبہ پیدا ہوگا اور کون ثابت کر سکے گا کہ ان کی بڑی نانی حضرت داؤد کی پہلی ہی بیوی تھی۔

پھر آپ حضرت **عائشہ صدیقہؓ** کا نام لے کر اعتراض کرتے ہیں کہ **جناب مقدس نبویؐ** کا بدن سے بدن لگانا اور زبان چوسنا خلاف شرع تھا اب اس ناپاک تعصب پر کہاں تک روویں۔ اے **نادان جو حلال اور جائز نکاح** ہیں۔ ان میں یہ سب باتیں جائز ہوتی ہیں یہ اعتراض کیسا ہے کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے جیسا کہ بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ **حضرت مسیح علیہ السلام** مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل

شروع ہو جائے گا تو یہ دھڑکا اور اضطراب اس کم بخت کا اس کے نقصان عقل اور فہم پر صریح شہادت دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر سرمایہ اس کا ظن ہے کیونکہ کسی قطعی ثبوت میں انسان کبھی تردّد نہیں کر سکتا مثلاً اگر کسی زندہ آدمی کو دس بیس آدمی مل کر یہ کہیں کہ تو زندہ نہیں بلکہ مرا ہوا ہے تو اس قدر کیا وہ دس ہزار آدمی کی شہادت سے بھی اپنی زندگی سے شک میں نہیں پڑے گا بلکہ بے شمار اشخاص کا مجمع بھی اپنے حلفی گواہوں سے اس کو اضطراب میں نہیں ڈالے گا کیونکہ اس کو اپنی زندگی پر پورا پورا یقین ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ فلسفہ میں جو واقعی دانا ہیں وہ تجارب فلسفیہ پر بہت ہی کم یقین رکھتے ہیں کیونکہ ان کے معلومات وسیع ہیں اور ان کو اپنے فلسفہ کی اندرونی حقیقت معلوم ہے۔

علّامہ شارح قانون جو طبیب حاذق اور بڑا بھاری فلسفی ہے ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے جو یونانیوں میں یہ قصے بہت مشہور ہیں جو بعض عورتوں کو جو اپنے وقت میں عفیفہ اور صالحہ تھیں بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی ہے۔ پھر علّامہ موصوف بطور رائے کے لکھتا ہے کہ یہ سب قصے افترا پر محمول نہیں ہو سکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے مختلف افراد اور مہذب قوموں میں ایسے دعاوی ہرگز فروغ نہیں پا سکتے ہیں اور نہ عورتوں کو جُرأت ہو سکتی ہے کہ وہ زانیہ ہونے کی حالت میں اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کریں جس سے اور بھی ہنسی کرائیں اور ہمیں اس بات سے پرہیز کرنا چاہئے کہ خواہ نخواہ ایسی تمام عورتوں پر زنا کا الزام لگائیں جو مختلف ملکوں اور قوموں اور زمانوں میں مستور الحال گزر چکی ہیں کیونکہ طبّی قواعد کے رو سے ایسا ہونا ممکن ہے وجہ یہ کہ بعض عورتیں جو بہت ہی نادر الوجود ہیں بباعثِ غلبۂ رجولیت اس لائق ہوتی ہیں کہ ان کی منی دونوں طور قوت فاعلی وانفعالی رکھتی ہو اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سے جنبش میں آ کر خود بخود حمل ٹھہرنے کا موجب ہو جائے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے قصے ہندوؤں میں بھی مشہور ہیں سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان کی انہیں قصوں پر بنیاد پائی جاتی ہے۔

سے زیادہ مند ہو۔ اور گر کر لنگا ہوا ہو جیسے پہلے جلا کر لگ
بھیجدیں۔ قیمت اسکی کسی کے ہاتھ بھیجدی جاویگی۔ یا آپ کے
آنے پر آپ کو دیجاویگی۔ رنگ کوئی ہو۔ گر پارچہ رنگینی یا
جالی ہو۔ اندازہ قمیص کا آپ کی لڑکی زینب کے اندازہ
پر ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ
۱۳ فروری ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد
بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک
بوتل ٹانک وائین کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک
وائین چاہئے۔ اسکا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام
مرزا غلام احمد عفی عنہ

ذیل کا خط بجواب میرے ایک عریضہ کے ہے جبکہ
ہم بمعہ عیال و اطفال قادیان میں رہتے تھے اور واپسی
کے وقت چونکہ برسات کے دن تھے راستہ سخت
خطرناک تھا اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کے لئے
یعنی برخوردار محمد یوسف کی والدہ کے لئے حضرت
حضرت سے ایک بہلی طلب کی کیونکہ بچے کی
سواری حالت حمل میں خطرناک ہوتی ہے۔ اسپر
حضور نے کمال مہربانی و شفقت سے ذیل کا خط لکھا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ انشاء اللہ صحت کے وقت آپ کو
اختیار ہے کہ بہلی لے جاویں مگر میں نے سنا ہے کہ بٹالہ کی
سڑک یک راستہ نہایت خراب ہے۔ بہلی کی سواری خطرناک
ہے۔ اور ایسا ہی دوسری سواری بھی۔ شاید دس روز تک
راستہ کسی قدر درست ہو جائیگا۔ ہیں گزشتہ دنوں میں
انکو حمل تھا گو اب صورت بٹالہ کی راہ دیکھا تھا جب باوجود
ایک بیگ گذر دیکھا تھا تب بھی خطرناک راہ تھا۔ تو اب
بہت ہی خطرناک ہوگا۔ حمل کی حالت میں ان دنوں میں
ساتھ جانا گویا عمدًا ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ خود بٹالہ کی
سڑک یک راہ کی حالت دیکھ لیں۔ میرے نزدیک تو اب
بہر گز نہ سفر دس بارہ روز کے سخت خطرناک اور خوفناک
ہے۔ والسلام ۰

غلام احمد عفی عنہ

دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں چند روز سے سخت
بیمار ہوں۔ بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے
ہوتا ہے تو خاتمہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سر درد
بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی
ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔
اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ
خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہو۔ اور
گندہ نہ ہو اور نیز رنگ کے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو ایک بوتل
خرید کر بھیجدیں یا پکڑ دیں قیمت اسکی ارسال ہے۔ اور
نیز ہمارا پہلا کلاک بھی گھنٹہ بگڑ گیا ہے۔ بہتر ہے ایک کلاک
عمدہ دو سو خرید کرنے کے لئے بلیغ لد بھیجتا ہوں یہ کلاک
بخوبی امتحان کر کے ارسال فرماویں۔ اسمیں یہ بھی شرط
ہے کہ اسکے ساتھ جو گھنٹہ کی آواز دینے والی کل اگر نہ ہو
صرف گھنٹوں کی آواز دے کہ اس صورت میں بسا
اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ کوئی دوسری
چیزیں بھی خریدنی ہیں۔۔۔۔ ان چیزوں کی تفصیل ذیل
میں ہے۔ والسلام ۰ مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج مولوی یار محمد لاہور
بھیجے گئے۔ مگر افسوس نہایت ضروری کام یاد نہ رہا کہ
تاکیداً لکھتا ہوں کہ ایک تولہ مشک عمدہ جس میں ریشہ
نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبو دار ہو۔ اگر شرطی ہو تو بہتر
ہو۔ ورنہ اپنی ذمہ داری پر بھیجدیں۔ اور دو گڈویا سرودہ
کی ٹکیاں جیسی بتاشہ کی طرح بنی ہوتی ہیں۔ مگر کڑی
نگی ہو۔ دو تولہ چند چیدی بھی روانہ فرماویں۔ زیادہ
خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ بہت
فکر ہوا۔ بیت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ
شفا بخشے۔ پہلے اس سے الہام ہوا تھا کہ لاہور
سے افسوسناک خبر آئی۔ وہی خبر تھی۔ خدا تعالیٰ
آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر بھی میں دعا کرونگا

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

آغاز مئی ۱۹۰۴ء تا اواخر ۱۹۰۵ء

جلد چہارم

بڑے مرزا صاحب کے پاس گیا انہوں نے اس کی نبض دیکھ کر کہا کہ فوراً گھر چلے جاؤ اور پاس والوں کو کہا کہ اگر کسی نے مُردہ چلتا ہوا دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لے۔ وہ گھر پہنچ کر فوراً مر گیا۔

ایسا ہی خلیفہ محمد حسین پٹیالہ والے کچہری سے گھر جا کر ایک زینہ پر گرے۔ اُٹھے اور دُوسرے پر گرے اور جان نکل گئی۔

صدقہ اگرچہ قلیل ہو مگر اس پر دوام ہو

ایک تقریب سے چندہ کی ضرورت تھی۔ فرمایا:

بعض لوگ ایک بات منہ سے نکالتے ہیں اور پھر اس پر قائم نہیں رہ سکتے اور گنہگار ہوتے ہیں۔ صدقہ وہ ہے جو اگرچہ قلیل ہو مگر اس پر دوام ہو۔

مولوی یار محمد صاحب کا اخلاص

مولوی صاحب مرحوم[1] کی علالت طبع کے ایام میں بعض کی خدمت گذاری کے ذکر میں مولوی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل کی خدمتگذاری کا ذکر آیا۔ فرمایا:

بہت ہی مخلص یک رنگ آدمی ہے۔ کئی دفعہ جب تکلیف کا سفر برداشت کیا۔ بدنی خدمت خوب ادا کرتا ہے۔ چالیس کوس روز پیدل چلنا پڑے تو بھی عذر نہیں کرتا۔ رات کو چلنا ہو یا دن کو چلنا ہو۔ ایام مقدمہ میں ہمارے یکّہ کے ساتھ برابر پیادہ دوڑ کر گورداسپور اور قادیان آ جاتا رہا۔ محنت اور دیانت سے کام کرنے والا آدمی ہے۔ جس کے پاس ہوگا وہ مطمئن رہے گا کیونکہ دانستہ غفلت کرنے والا آدمی نہیں۔ سُنّتِ صحابہؓ کا ایک جزو اس میں ہے۔

قبل از نماز عصر

سچے مذہب کی شناخت

گجرات کے مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر ڈی نیل صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے چند تحریری سوال پیش کئے جن کے جوابات تحریری دیئے جائیں گے۔ مختلف مذاہب کا

---

[1] حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (مرتب)

ظاہر ہے کہ یلج الجمل فی سم الخیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور مدارج میں سے
ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت
آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالے نے
رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے
پس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت
میں لکھا تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل
نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ ولمن خاف مقام
ربہ جنتٰن ومن دونھما جنتٰن کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں
اللہ تعالے ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے جس کی
تعریف درمیانی فقرات ہیں۔ جیسے اون میں چشمے ہونگے۔ لولو اور مرجان ہونگے
سرائے ہونگے وغیرہ وغیرہ اخیر میں فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے ورے دو
جنت اور بھی ہیں یعنے جیسے مرنے کے بعد اون کو دو جنت ملیں گے ایسے ہی
اسی دنیاوی زندگی میں بھی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی ھذہ اعمی فھو
فی الاخرۃ اعمی۔ اس کی تشریح ہے۔

اب میاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مہربانی فرما کر کھول کر کہیں کہ
اون کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یہ بھی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے
خود کسی صنعت کے موصوف بنکر بتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر اون خوابوں
اور کشفوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں
ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی
مسلمان بادشاہ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی قربانی

نمبر ۱۳۴ - (ج)

مؤلفہ

قاضی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل پلیڈر

نور پور

ضلع کانگڑہ

جنوری سنہ ۱۹۳۰ء

ریاضِ ہند پریس امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد پرنٹر کے چھپا

اور

قاضی یار محمد پبلشر نے نور پور ضلع کانگڑہ سے شائع کیا

پسند نہیں فرمایا۔ آجکل فلاسفر صاحب اسی قسم کی حرکات کی وجہ سے جماعت سے خارج ہو چکے ہیں۔

﴿891﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۰۲ء میں بموقعہ جلسہ سالانہ حضرت احمد علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید کابل بھی ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

﴿892﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں پہلی مرتبہ قادیان آیا تو حضرت اقدس ان ایام میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد مبارک میں جو گھر کی طرف کو ایک کھڑکی کی طرز کا دروازہ ہے اس کے قریب دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ بحالت نماز ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے اور اکثر اوقات نماز مغرب سے عشاء تک مسجد کے اندر احباب میں جلوہ افروز ہو کر مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے تھے۔

﴿893﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی۔ تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔

﴿894﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام نکاح کے معاملہ میں قوم اور کفو کو ترجیح دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ لوگوں نے بات کو بڑھا لیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ عام حالات میں اپنی قوم کے اندر اپنے کفو میں شادی کرنا کئی لحاظ سے اچھا ہوتا ہے۔ مگر یہ خیال کرنا کہ کسی حالت میں بھی

نہیں۔ مونڈھا گھنی جو بھی آپ کے ساتھ لگ کے لگاتا ہوں۔ کیا دوزخ کی آگ ہم کو بھی چھوئے گی۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ بھائی صاحب بات تو ٹھیک ہے لیکن تابعداری شرط ہے۔ اللہ اللہ۔ یہ اس وقت کی حالت ہے۔ اور اب ڈاکٹر صاحب کی یہ حالت ہے کہ حضرت صاحب کے جگر گوشہ اور خلیفۂ وقت سے منحرف ہو رہے ہیں۔

﴿902﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جولائی ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور کی کچہری سے باہر تشریف لائے اور خاکسار سے کہا کہ انتظام کرو کہ نماز پڑھ لیں۔ خاکسار نے ایک دری نہایت شوق سے اپنی چادر پر بغرض جانماز ڈال دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ظہر وعصر ادا کی۔ اس وقت غالباً ہم تین احمدی مقتدی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ دری حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تھی۔ اور انہوں نے وہ لے لی۔

﴿903﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور علیہ السلام نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آجکل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھڑی کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا۔ اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا اپنے خیال

میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کا ذکر روایت ۸۹۳ میں بھی ہو چکا ہے۔

ہوتا رہا بلکہ خدا نے اس کی چھاتی گرم کرنے کو ایک اور لڑکی بھی اسے دی اور آپ کے خدا کی شہادت موجود ہے کہ داؤد اوریا کے قصہ کے سوا اپنے تمام کاموں میں راستباز ہے کیا کوئی عقلمند قبول کرسکتا ہے کہ اگر کثرت ازدواج خدا کی نظر میں بُری تھی تو خدا اسرائیلی نبیوں کو جو کثرت ازدواج میں سب سے بڑھ کر نمونہ ہیں ایک مرتبہ بھی اس فعل پر سرزنش نہ کرتا پس یہ سخت بے ایمانی ہے کہ جو بات خدا کے پہلے نبیوں میں موجود ہے اور خدا نے اسے قابل اعتراض نہیں ٹھہرایا اب شرارت اور خباثت سے **جناب مقدس نبوی** کی نسبت قابل اعتراض ٹھہرائی جاوے۔ افسوس یہ لوگ ایسے بے شرم ہیں کہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر ایک سے اوپر بیوی کرنا زنا کاری ہے تو حضرت **مسیح** جو **داؤد** کی اولاد کہلاتے ہیں ان کی پاک ولادت کی نسبت سخت شبہ پیدا ہوگا اور کون ثابت کرسکے گا کہ ان کی بڑی نانی حضرت **داؤد** کی پہلی ہی بیوی تھی۔

پھر آپ حضرت **عائشہ صدیقہؓ** کا نام لے کر اعتراض کرتے ہیں کہ جناب **مقدس نبویؐ** کا بدن سے بدن لگانا اور زبان چوسنا خلاف شرع تھا اب اس ناپاک تعصب پر کہاں تک روویں۔ **اے نادان** جو **حلال** اور جائز نکاح ہیں۔ ان میں یہ سب باتیں جائز ہوتی ہیں یہ اعتراض کیسا ہے کیا تمہیں خبر نہیں کہ **مردی** اور **رجولیت** انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے **ہیجڑا** ہونا کوئی **اچھی صفت نہیں** جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ **حضرت مسیح علیہ السلام** مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل

علیہ السلام کے زمانہ میں جب لوگ حضور سے ملنے قادیان آتے یا جلسہ اور عیدین وغیرہ کے موقعوں پر آتے تو بہت دیر تک ٹھہرا کرتے تھے۔ آج کل لوگ ان موقعوں پر بہت کم آتے ہیں اور آتے ہیں تو بہت کم ٹھہرتے ہیں۔ ان ایام میں بعض لوگ پیدل بھی اپنے وطن سے آتے تھے۔ ایک شخص وریام نامی تھا جو جہلم سے پیدل آتا تھا۔ اور ایک مولوی جمال الدین صاحب سید والہ ضلع شیخوپورہ کے تھے جو بمعہ ایک قافلہ کے پیدل کوچ کرتے ہوئے قادیان آیا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کا بھی قاعدہ تھا کہ کثرت سے ملتے رہتے اور قادیان میں بار بار آنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

﴿889﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں الہ دین فلاسفر اور پھر اس کے بعد مولوی یار محمد صاحب کو ایک زمانہ میں قبروں کے کپڑے اتار لینے کی دھت ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ فلاسفر نے ان کو بیچ کر کچھ روپیہ بھی جمع کر لیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح ہم بدعت اور شرک کو مٹاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جب سنا تو اس کام کو ناجائز فرمایا۔ تب یہ لوگ باز آئے اور وہ روپیہ اشاعت اسلام میں دے دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسلام نے نہ صرف ناجائز کاموں سے روکا ہے بلکہ جائز کاموں کے لئے ناجائز وسائل کے اختیار کرنے سے بھی روکا ہے۔

﴿890﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں الہ دین عرف فلاسفر کو بعض لوگوں نے کسی بات پر مارا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر وہ عدالت میں جائے اور تم وہاں اپنے قصور کا اقرار کر لو تو عدالت تم کو سزا دے گی اور اگر جھوٹ بولو اور انکار کر دو۔ تو پھر تمہارا میرے پاس ٹھکانا نہیں۔ غرض آپ کی ناراضگی سے ڈر کر ان لوگوں نے اسی وقت فلاسفر سے معافی مانگی اور اس کو دودھ پلایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت نمبر ۴۳۴ میں بھی ہو چکا ہے اور مارنے کی وجہ یہ تھی کہ فلاسفر صاحب منہ پھٹ تھے۔ اور جو دل میں آتا تھا وہ کہہ دیتے تھے اور مذہبی بزرگوں کے احترام کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ کسی ایسی ہی حرکت پر بعض لوگ انہیں مار بیٹھے تھے مگر حضرت مسیح موعود نے اسے

سیرت المہدی علیہ السلام

جلد اوّل

تالیف لطیف

حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے

پسند نہیں فرمایا۔ آجکل فلاسفر صاحب اسی قسم کی حرکات کی وجہ سے جماعت سے خارج ہو چکے ہیں۔

﴿891﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۰۲ء میں بموقعہ جلسہ سالانہ حضرت احمد علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید کابل بھی ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

﴿892﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں پہلی مرتبہ قادیان آیا تو حضرت اقدس ان ایام میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد مبارک میں جو گھر کی طرف کو ایک کھڑکی کی طرز کا دروازہ ہے اس کے قریب دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ بحالت نماز ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے اور اکثر اوقات نماز مغرب سے عشاء تک مسجد کے اندر احباب میں جلوہ افروز ہو کر مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے تھے۔

﴿893﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھری میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی۔ تو وہ کوٹھری منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھری کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔

﴿894﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام نکاح کے معاملہ میں قوم اور کفو کو ترجیح دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ لوگوں نے بات کو بڑھا لیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ عام حالات میں اپنی قوم کے اندر اپنے کفو میں شادی کرنا کئی لحاظ سے اچھا ہوتا ہے۔ مگر یہ خیال کرنا کہ کسی حالت میں بھی

فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیاء اللہ ایسے گذرے ہیں جو سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ اور میں ان کی نمازوں کو ضائع شدہ نہیں سمجھ سکتا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کو سننا چاہئے اور خود کچھ نہیں پڑھنا چاہئے۔ اور اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور حضرت صاحب اس مسئلہ میں اہل حدیث کے مؤید تھے مگر باوجود اس عقیدہ کے آپ غالی اہل حدیث کی طرح یہ نہیں فرماتے تھے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

﴿362﴾ **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عصمت جو تمہاری سب سے بڑی بہن تھی وہ جمعہ سے پہلی رات کو صبح کی نماز کے قریب پیدا ہوئی تھی اور بشیر اول اتوار سے پہلی رات کو بعد از نصف شب پیدا ہوا تھا اور محمود (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) ہفتہ سے پہلی رات کو دس گیارہ بجے کے قریب پیدا ہوئے تھے اور شوکت بدھ کے دن چار بجے شام کے پیدا ہوئی تھی اور تم (یعنی خاکسار) جمعرات کی صبح کو بعد طلوع آفتاب پیدا ہوئے تھے اور شریف بھی جمعرات کی صبح کو قبل طلوع آفتاب پیدا ہوئے تھے اور مبارکہ منگل سے پہلی رات کے نصف اول میں پیدا ہوئی تھیں۔ اور مبارک بدھ کے دن سہ پہر کے وقت پیدا ہوا تھا اور امۃ النصیر کے متعلق یاد نہیں اور امۃ الحفیظ شاید بدھ سے پہلی رات عشاء کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔ نیز والدہ صاحبہ نے بیان فرمایا کہ جب مبارکہ پیدا ہونے لگیں تو حضرت صاحب نے دعا کی تھی کہ خدا اسے منگل کے (شدائد والے) اثر سے محفوظ رکھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دن اپنی تاثیرات اور خاصیت و برکات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحفہ گولڑویہ میں مفصل بحث کی ہے یہ تاثیرات نیچر کے ماتحت ستاروں کے اثر کا نتیجہ ہیں۔

﴿363﴾ **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد علی صاحب کے پاس سفارش کی کہ مولوی یار محمد صاحب کو مدرسہ میں بطور مدرس کے لگایا جاوے۔ مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا کہ حضور تو ان کی حالت کو جانتے ہیں۔ حضرت

صاحب مسکرا کر فرمانے لگے کہ میں آپ سے بہتر جانتا ہوں مگر پھر بھی لگا دینا چاہئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی یار محمد صاحب ایک بڑے مخلص احمدی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ان کو بہت محبت تھی مگر چونکہ ان کے اندر ایک خاص قسم کا دماغی نقص تھا اس لئے غالباً اسے مدنظر رکھتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب نے حضرت صاحب کی سفارش پر یہ الفاظ عرض کئے ہوں گے۔ لیکن باین ہمہ حضرت صاحب نے ان کے لگائے جانے کی سفارش فرمائی جو شاید اس خیال سے ہوگی کہ ایک تو ان کیلئے ایک ذریعہ معاش ہو جائیگا اور دوسرے شاید کام میں پڑنے سے ان کی کچھ اصلاح ہو جاوے۔ اور یہ جو حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں ان کو آپ سے بہتر جانتا ہوں۔ یہ اس لئے تھا کہ مولوی یار محمد صاحب کی اس دماغی حالت کا نشانہ زیادہ تر خود حضرت مسیح موعود رہتے تھے۔ اور بعض جگہ بہتر کا لفظ استعمال کرنا اصل معاملہ کی اصل حقیقت کو ظاہر کرنے کیلئے تھا اور شاید کسی قدر بطور مزاح بھی ہو۔

﴿364﴾ **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دائی کو بلا کر اس سے شہادت لی تھی کہ آپ کی ولادت توام ہوئی تھی اور یہ کہ جو لڑکی آپ کے ساتھ پیدا ہوئی تھی وہ پہلے پیدا ہوئی تھی اور اس کے بعد آپ پیدا ہوئے تھے اور پھر اس کے تحریری بیان پر اس کے انگوٹھے کا نشان بھی ثبت کروایا تھا اور بعض دوسری بوڑھی عورتوں کی شہادت بھی درج کروائی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت جمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی۔

﴿365﴾ **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حکیم فضل دین صاحب مرحوم بھیروی کی زبانی سنا ہے کہ ایک دفعہ کوئی انگریزی خوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ عربی زبان میں مفہوم کے ادا کرنے کے لئے انگریزی کی نسبت زیادہ طول اختیار کرنا پڑتا ہے۔ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ اچھا آپ انگریزی میں "آب من" کے مفہوم کو کس طرح ادا کریں گے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے لئے "مائی واٹر" کے الفاظ ہیں۔ حضرت صاحب

مرزا قادیانی کے ساتھ نامناسب حرکات کرنے والا شخص پکڑا گیا۔
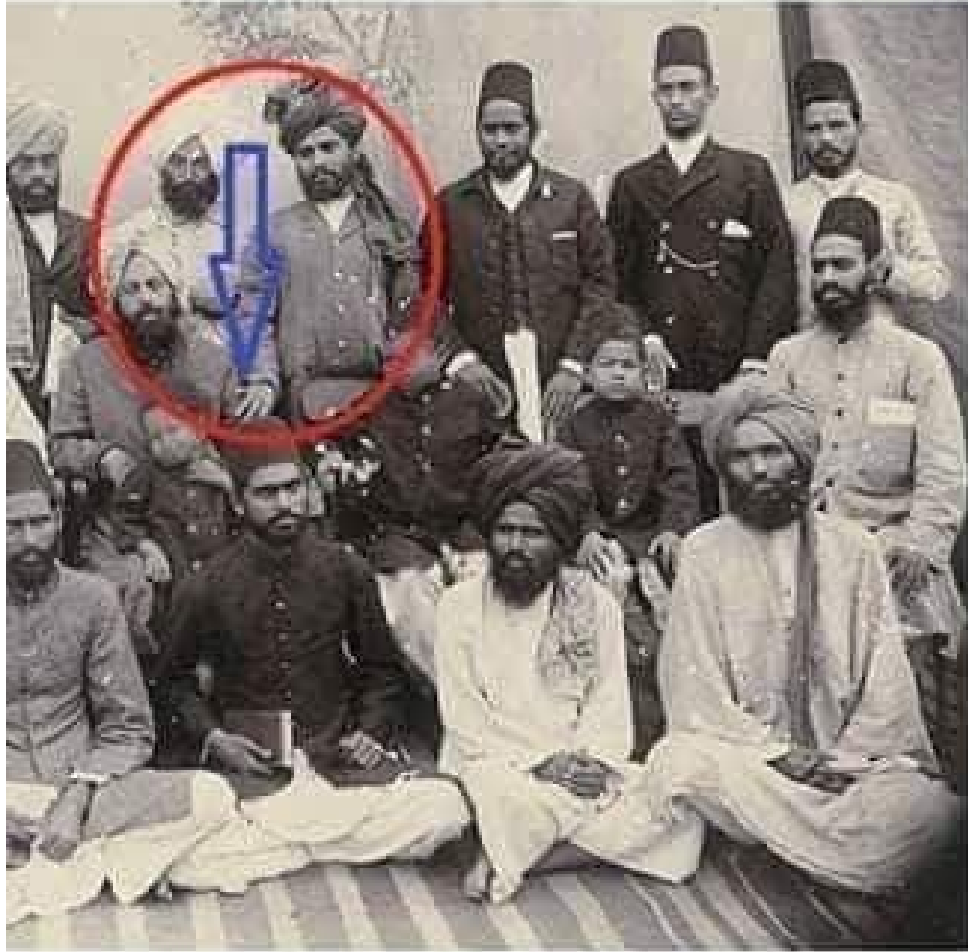
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد
مبارک میں حضور علیہ السلام نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ
کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ جگہ ہے جہاں سے آجکل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف
شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھڑی کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا
تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا۔ اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے
لگا۔ اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی تو ہر سجدہ میں وہ
صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے
وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع
کر دیا۔ مگر وہ پاگل حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور دق کیا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں
نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوگئی۔ یہاں بھی
آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں عید اور جمعہ
کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو دیکھو
تھا اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 268، 269 از مرزا بشیر احمد

اس تصویر میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک شخص نے مرزا قادیانی کے جسم پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا ہے اور وہ اپنے ہاتھ کو مسلسل نیچے کی طرف لے جا رہا ہے۔ پتا نہیں کہاں جا کر اس کو روکے اور کیا کرے گا، یہ تو کوئی مرزائی ہی صحیح بتا سکتا ہے

بات قرین تسلیم کرنی پڑے گی۔ یا تو ان کو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ ایک ظاہری واقعہ ہے اور یا ان کو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ

کو بھی آجاتی ہے۔ یا جب موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ میں تیرے باپ کا خدا ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور

یعقوب کا خدا ہوں" تو موسیٰ کو اس سے کیا لُطف آیا ہوگا یا کونسا عرفان ان کو حاصل ہُوا ہوگا۔ کیا اس کلام کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کہہ سکتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی بات بتائی گئی ہے جو پہلے میرے علم میں نہیں تھی یا عرفان کا ایک نیا باب میرے لئے کھول دیا گیا ہے یقیناً وہ ایسی کوئی بات نہیں کہہ سکتے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ پر اگر ایک کبوتری کی شکل میں روح القدس نازل ہو گیا اور آسمان سے یہ آواز آگئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے تو کیا ہو گیا۔ یہ محض ایک بیان ہے اس سے زیادہ ان الفاظ کی کوئی حقیقت نہیں۔ نہ ان میں عرفان کی کوئی بات ہے نہ علم و حکمت کا کوئی نکتہ ہے۔ نہ تعلق باللہ کا کوئی راز ان میں منکشف کیا گیا ہے اور نہ کوئی اور ایسی بات بیان کی گئی ہے جو علم اور معرفت کی زیادتی کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ پھر یہ بھی قابلِ غور بات ہے کہ حضرت مسیحؑ نے کبوتر کی شکل میں روح القدس کے نازل ہونے کا جو نظارہ دیکھا اس کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی حقیقی نظارہ نہیں تھا بلکہ دماغی خرابی کا ایک کرشمہ تھا۔ بعض لوگوں کو وہم ہو جاتا ہے وہ بعض دفعہ معمولی معمولی باتوں سے ایسے نتائج اخذ کر لیتے ہیں جو کسی اور انسان کے ذہن میں بھی نہیں آ سکتے۔ مولوی یار محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے ان کے دماغ میں نقص تھا۔ بعض دفعہ باتیں کرتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے تو مولوی یار محمد صاحب جَسٹ کود کر آگے آ جاتے اور سمجھتے کہ یہ اشارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے لئے کیا تھا۔ اسی طرح جن میں وہم کا مرض پیدا ہو جاتا ہے وہ بعض دفعہ پرندوں کی پرواز سے فال لینا شروع کر دیتے ہیں۔ دائیں طرف سے کوئی پرندہ گزر جائے تو سمجھتے ہیں کہ ہمیں کام میں کامیابی ہو جائے گی اور اگر بائیں طرف سے گزر جائے تو سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں نحوست کا سامنا کرنا ہوگا۔ اسی رنگ میں ہو سکتا ہے کہ جب یوحنا سے بپتسمہ پانے کے بعد حضرت مسیحؑ پانی سے باہر آئے ہوں تو کوئی کبوتر اڑ کر ان کے پاس آ بیٹھا ہو اور انہوں نے سمجھ لیا ہو کہ یہ آسمان سے میرے پاس آیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بدء وحی کا واقعہ بے شک ایک حقیقی نظارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ آپ سے ہمکلام ہوا۔ مگر اس کلام میں کوئی ایسی بات نہیں جس میں علم و عرفان کا کوئی خاص راز منکشف کیا گیا ہو یا کوئی ایسی بات بتائی گئی ہو جو دنیا کے لئے ایک نرالے پیغام کی حیثیت رکھتی ہو۔ صرف موسیٰ کو یہ کہا گیا کہ تُو فرعون کے پاس جا اور بنی اسرائیل کو اُس کی غلامی سے نکال۔ یہ محض ایک سوشل بات ہے زیادہ سے زیادہ اسے سیاسی لحاظ سے اہمیت دی جا سکتی ہے مگر مذہبی اور روحانی نقطۂ نگاہ سے اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو دنیا کے لئے جدید پیغام ہو یا اس پر کوئی نئی حقیقت روشن کرنے والا ہو۔ بہرحال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور سابق انبیاء کی بدء وحی کے واقعات کا جب آپس میں مقابلہ کیا جائے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی باقی تمام انبیاء کی وحیوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس قسم کی محبت اور پیار کا سلوک آپ سے کیا ہے اُس قسم کی محبت اور پیار کا سلوک اُس نے اور کسی نبی سے نہیں کیا۔

سورۃ علق کا پہلی سورۃ سے تعلق

ترتیب یہ سورۃ بھی پہلی سورۃ کے مضمون کے مطابق ہے یعنی وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ میں جو مضمون تھا اسی کو ایک نئے پیرایہ میں اس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے۔ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ میں اللہ تعالیٰ نے روحانی ترقی کا ایک تسلسل بیان کیا تھا اور بتایا تھا کہ یہ تسلسل ابتدائے عالم سے جاری ہے۔ پہلے آدمؑ کے ذریعہ اس کا ظہور ہُوا۔ پھر نوحؑ کے ذریعہ اس کا ظہور ہُوا۔ پھر موسیٰؑ کے ذریعہ اس کا ظہور ہُوا۔ اب قرآن کریم کے ذریعہ اس کا ظہور ہو رہا ہے۔ یہی مضمون اس جگہ بیان کیا گیا ہے کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ یعنی انسانی پیدائش کو تم دیکھو کہ جس طرح ایک فرد علقہ سے مضغہ بنتا اور مضغہ کے بعد درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے آخر جنین بن کر رحم مادر سے باہر آتا ہے۔ اسی طرح جماعتی طور پر انسانوں کی ترقی ہوتی ہے۔ پہلے

پسند نہیں فرمایا۔ آجکل فلاسفر صاحب اسی قسم کی حرکات کی وجہ سے جماعت سے خارج ہو چکے ہیں۔

﴿891﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۰۲ء میں بموقعہ جلسہ سالانہ حضرت احمد علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت سیّد عبداللطیف صاحب شہید کابل بھی ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

﴿892﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں پہلی مرتبہ قادیان آیا تو حضرت اقدس ان ایام میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد مبارک میں جو گھر کی طرف کو ایک کھڑکی کی طرز کا دروازہ ہے اس کے قریب دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ بحالت نماز ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے اور اکثر اوقات نماز مغرب سے عشاء تک مسجد کے اندر احباب میں جلوہ افروز ہو کر مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے تھے۔

﴿893﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدسؑ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی۔ تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھری کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔

﴿894﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام نکاح کے معاملہ میں قوم اور کفو کو ترجیح دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ لوگوں نے بات کو بڑھا لیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ عام حالات میں اپنی قوم کے اندر اپنے کفو میں شادی کرنا کئی لحاظ سے اچھا ہوتا ہے۔ مگر یہ خیال کرنا کہ کسی حالت میں بھی

اور مدرسہ میں حساب کے استاد تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شکایت کی کہ یہ حساب میں بہت کمزور ہے اور پھر حساب کی گھنٹیوں میں اکثر غیر حاضر بھی رہتا ہے۔ میری صحت اُس وقت ایسی ہی تھی کہ میں زیادہ توجہ بھی نہ کر سکتا تھا اور آنکھیں بھی کمزور تھیں۔ بورڈ کی طرف زیادہ دیر تک نہ دیکھ سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ شکایت سن کر فرمایا کہ ہم نے اس سے کوئی وکالت تو کروانی نہیں آپ پڑھا دیا کریں جتنا آ جائے گا اتنا ہی سہی۔ یہ بات سن کر میں نے حساب کی گھنٹیوں میں جانا ہی بند کر دیا۔ اس کے بعد مولوی یار محمد صاحب حساب کے ماسٹر مقرر ہوئے۔ وہ سکول کے وقت کے علاوہ میرے پاس آ جاتے اور کہتے تمہاری آنکھیں دُکھتی ہیں تم نہ دیکھو میں زبانی حساب پڑھاتا ہوں۔ اِسی طرح انہوں نے مجھے کچھ حساب سکھا دیا۔ ان مولوی صاحب کے دماغ میں کچھ نقص تھا۔ وہ خیال کرنے لگے کہ محمدی بیگم میں ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب مسجد میں نماز کے لئے تشریف لاتے تو وہ حضور کے دائیں بائیں، آگے پیچھے کوشش کر کے کھڑے ہو جاتے۔ اور جیسے میاں بیوی میں محبت و پیار کا اظہار ہوتا ہے حضور کے کبھی پیر کو کبھی ہاتھ کو پکڑتے۔ حضور علیہ السلام کو اس سے تکلیف ہوتی تھی اور نماز میں بھی خلل آتا تھا۔ آپ نے بہت انہیں روکا مگر وہ نہ رُکے۔ آخر آپ نے بعض دوستوں سے بیان کیا۔ اُن دنوں سیّد ناصر شاہ صاحب مرحوم اور بعض اَور دوست یہاں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے باہم فیصلہ کیا کہ ہم پہرہ دیا کریں گے اور مولوی صاحب کو حضور کے پاس نہ آنے دیں گے۔ لیکن جس شخص کے دماغ میں نقص ہو اس کا مقابلہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ لوگ اگر بارہ گھنٹے بیٹھتے تو مولوی صاحب چودہ گھنٹے۔ اور اگر یہ بیس گھنٹے بیٹھیں تو وہ چوبیس گھنٹے بیٹھے رہتے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ قادیان سے چلے جائیں اور حکم لکھ کر مجھے ہی دیا کہ ان کو پہنچا دوں۔ چنانچہ میں یہ حکم لے کر ان کے پاس گیا۔ انہوں نے پڑھ کر جواب میں لکھا کہ میں مرزا غلام احمد ابن مرزا غلام مرتضٰی کو نہیں جانتا اور نہ میں نے ان کی بیعت کی ہوئی ہے۔ مَیں نے بیعت مسیح موعود کی کی ہوئی ہے اور ان کے حکم کو مان سکتا ہوں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں لکھا کہ میں مسیح موعود کی حیثیت سے آپ کو حکم دیتا ہوں کہ یہاں سے چلے جائیں۔ آخر وہ چلے گئے۔ یہاں سے وہ شاید جالندھر گئے

وہاں سے لاہور پہنچے۔ لاہور سے لدھیانہ اور پھر ہوشیار پور گئے اور ۴۸ یا ۷۲ گھنٹہ میں یہ تمام سفر کر کے پھر واپس یہاں پہنچ گئے۔ اور کہا کہ مَیں توبہ کرتا ہوں آئندہ مَیں کوئی ایسی حرکت نہ کروں گا لیکن میں قادیان سے باہر نہیں رہ سکتا۔ اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہرہ کا حکم کر سکتے تھے مگر آپ نے جماعت کو ایسا حکم نہیں دیا۔ کیونکہ بوجہ اس سے آپ کی ذات کا تعلق ہونے کے آپ نے شرم محسوس کی۔ گو یہ حفاظت کا سوال ایک حیثیت سے ذاتی نہیں بھی مگر پھر بھی میری فطرت ایسی ہے کہ میں شرم محسوس کرتا ہوں کہ میری موجودگی میں اس پر گفتگو ہو۔ اس لئے میں نے کہا ہے کہ یہ میرے چلے جانے کے بعد پیش ہو۔''

چنانچہ حضور انور کے تشریف لے جانے کے بعد حفاظتِ خاص کی تجویز کی بابت درج ذیل کارروائی ہوئی۔

ناظر صاحب امور عامہ:- سب کمیٹی کی رپورٹ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی حفاظت کے لئے بالمقطع ۳۰۰۰ روپیہ منظور کیا جائے۔ تفصیلی انتظامات نظارتِ امور عامہ پر چھوڑ دیئے جائیں۔

اس وقت دو کارکنوں کی منظوری ہے ایک کے لئے ۱۵ روپیہ کی اور دوسرے کے لئے ۲۰ روپیہ کی گنجائش ہے۔ نظارت نے مقامی طور پر اور اخبارات میں اعلان کئے۔ اس پر صرف ایک کارکن ملا جس کو ۱۵ روپیہ ماہانہ پر رکھ لیا گیا۔ بوجہ کم تنخواہ کے دوسرا کارکن مہیا نہیں ہوا۔ اس محافظ کا فرض ہے کہ وہ سفر میں اور حضر میں ہر وقت حضور کی معیت میں رہے۔ اس کے علاوہ ایک مستقل محافظ ہے جو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے ماتحت ہے۔

۲۔ نیشنل لیگ کور کے ماتحت ایک آنریری انتظام بھی ہے جب حضور باہر تشریف لے جا رہے ہوں تو کور والوں کو اطلاع کر دی جاتی ہے۔

۳۔ اس کے علاوہ قادیان کے محلّہ جات سے باری باری لوگ آتے ہیں جو دن رات مسجد مبارک میں حفاظت کا انتظام کرتے ہیں۔

۴۔ کارِ خاص کا انتظام بھی ہے۔ ان کا بھی فرض ہے کہ حضور جب باہر تشریف لے جائیں تو ایسے موقعوں پر ڈیوٹی پر رہیں۔

۵۔ مجھے ابھی بتایا گیا ہے کہ خدام الاحمدیہ کے ماتحت بھی حفاظت کا انتظام ہے جو

غرض ہونی چاہئے اور وہ غرض یہی ہے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کریں۔
غرض میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی شخص میں کوئی کمزوری ہے تو میرا اتنا کہنا ہی اس کیلئے کافی ہے اور اگر افسروں نے کمزوری دکھائی ہے تو انہیں چُستی سے کام کرنا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے کہ یہ کام آخر ہو جائے گا۔ میں نے متواتر جماعت کے دوستوں کو توجہ دلائی ہے کہ بہت سا کام طوعی طور پر لوگوں سے لینا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اِس طریق کو اختیار فرمایا تھا اور آج ہی کے الفضل میں وہ حوالہ چھپا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی تحریر فرمایا ہے کہ میں معیّن طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ مقرر نہیں کرسکتا تا کہ تمہاری خدمتیں کہنے کی مجبوری کی وجہ سے نہ ہوں بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ تو کارکنوں کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ طوعی طور پر کام کرنے کا موقع دیا کریں اور تحریص اور ترغیب سے کام لیا کریں۔ مؤمن درحقیقت زیادہ ترغیب کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے صرف اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور اس اشارہ کو سمجھ کر وہ ایسے جوش سے کام کرتا ہے کہ بعض لوگوں کو دیوانگی کا شُبہ ہونے لگتا ہے۔ اسی لئے جتنے کامل مؤمن دنیا میں ہوئے انہیں لوگوں نے پاگل کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے میرے اُستاد ہوا کرتے تھے مولوی یار محمد صاحب ان کا نام تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے ان کے دماغ میں کچھ نقص ہوگیا تھا مگر یہ نقص اُن کا اس رنگ کا تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا محبوب اور اپنے آپ کو عاشق سمجھتے تھے اسی عشق کی وجہ سے وہ خیال کرنے لگے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پسرِ موعود اور مصلح موعود بنا دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ بات کرتے کرتے بعض دفعہ جوش میں اپنی رانوں کی طرف یوں ہاتھ کو لاتے جس طرح کسی کو بُلایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِسی رنگ میں جوش سے کچھ کلمات فرما رہے تھے کہ مولوی یار محمد صاحب کُود کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا بیٹھے بعد میں کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ تو وہ کہنے لگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں اشارہ کیا تھا اور یہ اشارہ میری طرف تھا کہ تم آگے آجاؤ چنانچہ میں کُود کر آگے آگیا۔
یہ دیوانگی تھی مگر بعض رنگ کی دیوانگی بھی اچھی ہوتی ہے آخر ان کی یہ دیوانگی بُغض کی طرف نہیں گئی بلکہ محبت کی طرف گئی پس محبت کا دیوانہ غیر اشارہ کو بھی اپنے لئے اشارہ سمجھ لیتا ہے

پھر جو قوم خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرنے والی ہو وہ صحیح اشارہ کو کیوں نہیں سمجھ سکتی۔ کیا ہماری جماعت کے دیوانوں کی وہ محبت جو وہ سلسلہ سے رکھتے ہیں مولوی یار محمد صاحب جتنی بھی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رانوں پر آہستگی سے ہاتھ مارا اور انہوں نے سمجھا کہ مجھے بُلا رہے ہیں۔

یاد رکھو ہر چیز کی زکوٰۃ ہؤا کرتی ہے انسان کے جسم کی بھی زکوٰۃ ہے، انسان کے مکان کی بھی زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ کے بغیر کوئی چیز پاک نہیں ہو سکتی۔ اور زکوٰۃ کی ایک دفعہ ادائیگی خدا تعالیٰ نے مقرر نہیں فرمائی بلکہ ہر سال ادا کرنے کا حکم ہے حتّٰی کہ قرآن کریم نے یہ زکوٰۃ بھی مقرر کر دی کہ جب کوئی تمہارا پھل تیار ہو یا غلہ تیار ہو تو اُس میں سے اُسی دن جس دن غلہ کاٹو یا پھل اُتارو کچھ خدا کے بندوں کیلئے بھی الگ کر لو۔ تو شریعت نے ہماری ہر چیز کی زکوٰۃ مقرر کی ہے کیونکہ درحقیقت اسلامی مسئلہ ہے ہی یہی کہ دنیا کی ہر چیز سارے بندوں کی ہے۔ پس جب تک باقی بندوں کیلئے حصہ نہ نکال لیا جائے وہ چیز پاک نہیں ہوتی بھلا خدا تعالیٰ نے زمین آسمان، سورج چاند، ستارے اور سیارے اپنے تمام بندوں کیلئے پیدا کئے ہیں یا صرف ہمارے لئے۔ پھر جبکہ تمام بندوں کیلئے ہیں تو گویا یہ شاملات ہے اور شاملات پر جو شخص قبضہ کرے وہ گاؤں والوں کو مٹھائی بھی کھلاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے میں اس چیز پر قبضہ کرنے لگا ہوں جس پر تمہارا بھی حق ہے۔ پس ہر چیز جو ہمارے پاس ہے وہ صرف ہماری نہیں بلکہ ساری دنیا کی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم باقی دنیا کا اس میں سے حصہ نکالیں ورنہ ہمارا قبضہ جابرانہ ہوگا اور جابرانہ قبضہ کی سزا ہؤا کرتی ہے۔

جب انسان زکوٰۃ دیتا رہتا ہے تو خدا تعالیٰ کہتا ہے یہ میرا بندہ اِس چیز کا کرایہ دیتا ہے اسے رہنے دو لیکن جب وہ زکوٰۃ نہیں دیتا تو خدا تعالیٰ کہتا ہے یہ اب کرایہ نہیں دیتا اسے نکال دو۔ یہ مت خیال کرو کہ دنیا میں ایسی قومیں بھی موجود ہیں جو کرائے نہیں دیتیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بنئے نے جسے تباہ کرنا ہوتا ہے اس سے وہ اپنا سُود وصول نہیں کرتا بلکہ اُس کی طرف رہنے دیتا ہے۔ ابھی فیروز پور میں ایک مقدمہ ہؤا ہے ایک شخص نے ۸۴ روپے سُود پر قرض لئے۔ ۶۴ روپے کے بدلہ میں اُس نے اپنی زمین رگرو رکھ دی اور ۲۰ روپیہ کے بدلے میں اُس نے کہا کہ میں چھ روپے سالانہ سُود دیا کروں گا لیکن اس نے سُود نہ دیا اور یہ خیال کرتا رہا کہ بیس روپے ہی ہیں کسی وقت

خطاباتِ شوریٰ
جلد اوّل
از
سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فضلِ عمر فاؤنڈیشن

فرمودہ

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود

خلیفۃ المسیح الثانی

زیرِ اہتمام

فضلِ عمر فاؤنڈیشن

﴿903﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور علیہ السلام نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آجکل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا۔ اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کردیا مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوگئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصےٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا، اپنے خیال

میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کا ذکر روایت ۸۹۳ میں بھی ہو چکا ہے۔

﴿904﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک کا

علیہ السلام کے زمانہ میں جب لوگ حضور سے ملنے قادیان آتے یا جلسہ اور عیدین وغیرہ کے موقعوں پر آتے تو بہت دیر تک ٹھہرا کرتے تھے۔ آج کل لوگ ان موقعوں پر بہت کم آتے ہیں اور آتے ہیں تو بہت کم ٹھہرتے ہیں۔ ان ایام میں بعض لوگ پیدل بھی اپنے وطن سے آتے تھے۔ ایک شخص وریام نامی تھا جو جہلم سے پیدل آتا تھا۔ اور ایک مولوی جمال الدین صاحب سید والہ ضلع شیخوپورہ کے تھے جو بمعہ ایک قافلہ کے پیدل کوچ کرتے ہوئے قادیان آیا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کا بھی قاعدہ تھا کہ کثرت سے ملتے رہنے اور قادیان میں بار بار آنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

﴿889﴾ **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں الہ دین فلاسفر اور پھر اس کے بعد مولوی یار محمد صاحب کو ایک زمانہ میں قبروں کے کپڑے اتار لینے کی وحشت ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ فلاسفر نے ان کو بیچ کر کچھ روپیہ بھی جمع کر لیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح ہم بدعت اور شرک کو مٹاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جب سنا تو اس کام کو ناجائز فرمایا۔ تب یہ لوگ باز آئے اور وہ روپیہ اشاعت اسلام میں دے دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسلام نے نہ صرف ناجائز کاموں سے روکا ہے بلکہ جائز کاموں کے لئے ناجائز وسائل کے اختیار کرنے سے بھی روکا ہے۔

﴿890﴾ **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں الہ دین عرف فلاسفر کو بعض لوگوں نے کسی بات پر مارا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر وہ عدالت میں جائے اور تم وہاں اپنے قصور کا اقرار کر لو تو عدالت تم کو سزا دے گی اور اگر جھوٹ بولو اور انکار کر دو۔ تو پھر تمہارا میرے پاس ٹھکانا نہیں۔ غرض آپ کی ناراضگی سے ڈر کر ان لوگوں نے اسی وقت فلاسفر سے معافی مانگی اور اس کو دودھ پلایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت نمبر۳۴۴ میں بھی ہو چکا ہے اور مارنے کی وجہ یہ تھی کہ فلاسفر صاحب منہ پھٹ تھے۔ اور جو دل میں آتا تھا وہ کہہ دیتے تھے اور مذہبی بزرگوں کے احترام کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ کسی ایسی ہی حرکت پر بعض لوگ انہیں مار بیٹھے تھے مگر حضرت مسیح موعود نے اسے

سیرت المہدی علیہ السلام

جلد اوّل

تالیف لطیف

حضرت قمرالانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے

اُس کو پیدا کیا جو بموجب قول آریہ سماج کے ہر ایک ابتدا دنیا میں لاکھوں انسان کو یوں ہی مولی گاجر کی طرح زمین میں سے نکالتا ہے جب کہ وید کے بیان کی رو سے کروڑ ہا مرتبہ بلکہ بے شمار مرتبہ خدا نے اسی طرح دنیا کو پیدا کیا ہے اور اس بات کا محتاج نہیں رہا کہ مرد عورت باہم ملیں تا بچہ پیدا ہو۔ تو پھر اسی طرح اگر یسوع بھی پیدا ہو گیا تو اس میں حرج کیا ہے۔ اس اعتراض کی جڑھ تو صرف اسی قدر ہے کہ بغیر مرد اور عورت کے ملنے کے کیونکر انسان پیدا ہو گیا۔ مگر جو شخص اپنا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس سے پہلے کروڑ ہا بلکہ بے شمار مرتبہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ اِسی دنیا میں یہی انسان جو اب موجود ہیں بغیر مرد اور عورت کے ملنے کے پیدا ہوتے رہے ہیں وہ کس مُنہ سے کہہ سکتا ہے اور اس کا کیونکر یہ حق ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ اعتراض کرے کہ یسوع کی پیدائش خلافِ قانونِ قدرت ہے۔ بڑے بڑے محقق طبیبوں نے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں اس قسم کی پیدائش کی مثالیں لکھی ہیں اور نظیریں دی ہیں اور اُن کی تحقیق کے رُو سے بعض اس قسم کی بھی عورتیں ہوتی ہیں کو قوت رجولیت اور انثیت دونوں اُن میں جمع ہوتی ہے اور کسی تحریک سے جب اُن کی منی جوش مارے تو حمل ہو سکتا ہے۔ اور ہندوؤں کی کتابوں میں بھی ایسی قصے پائے جاتے ہیں جیسا کہ خود وید میں یہ شُرتی موجود ہے کہ اے اِندر کو سیکارشی کے پوتر جس کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ پس جب کہ اس قسم کا قصہ وید میں بھی موجود ہے اور سیانا بھاشیکار نے وضاحت سے اس قصہ کو لکھا ہے تو پھر اعتراض کرنا حیا سے دور ہے۔ نہایت کار تم یہ جواب دو گے کہ ہم اس شُرتی کے اس طرح پر معنی نہیں کرتے تو یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ جب کہ ایک پرانا بھاشیکار یعنی سیانا یہی معنی کر چکا ہے تو تمہاری کیا مجال کہ اُس سے روگردانی کرو۔ کیا سیانا بھاشیکار کے مقابل پر دیا نند کی کچھ حقیقت ہے کوئی دانا سیانا بھاشیکار کے مقابل پر دیا نند کو طفلِ مکتب بھی نہیں کہہ سکتا اور پھر وہ بھاشیکار پرانے زمانہ کا ہے اور پھر بطریق تنزل کہتے ہیں کہ جب کہ وید کی مذکورہ بالا شُرتی کے سیانا بھاشیکار یہ معنے کر چکا ہے خواہ تم اب ان معنوں کو قبول کرو یا نہ کرو تو بہر حال